بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
قادیان

یوم پنجشنبہ

جلد ۳۳ | یکم ماہ امان ۱۳۲۴ھش | ۱۵ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | یکم مارچ ۱۹۴۵ء | نمبر ۵۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ ماہ تبلیغ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لاہور سے آج کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت جسم میں اور سر میں درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی پھوڑے کی تکلیف بدستور ہے۔ سر میں درد بھی ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

آج بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں انصار اللہ کا جلسہ زیر صدارت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب منعقد ہوا جس میں مختلف تقاریر ہوئیں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی احمد علی صاحب کو سانہن ضلع آگرہ مناظرہ کے سلسلہ میں بھیجا گیا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء کی تقریر

مرتبہ:۔ رحمت اللہ خان صاحب شاکر

(۲)

جنگ کی صورت حالات

اب میں جنگ کی طرف آتا ہوں۔ بظاہر جنگ کے حالات میں کچھ تبدیلی ہوگئی ہے۔ اور بعض لوگ خیال کرنے لگے ہیں۔ کہ فتح ہونے لگی ہے۔ مگر جنگ میں ابھی ایسی تبدیلی کوئی نہیں ہوئی۔ کہ ظاہری سامانوں پر نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکے۔ کہ آخری فتح ضرور اتحادیوں کی ہی ہوگی۔ ابھی تاریک دن باقی ہیں۔ اس لئے مطمئن ہو کر بیٹھ جانا صحیح نہیں۔ اگر لوگ اطمینان محسوس کرلیں۔ تو پھر کوشش کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور لوگ بھی اس جنگ میں مدد دے رہے ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ انگریزوں کی فتح ہو۔ اور ہماری جماعت بھی کوشش کر رہی ہے۔ دوسرے لوگ تو ذاتی لالچ اور نفع کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ کسی کو یہ لالچ ہے۔ کہ میرا لڑکا یا فلاں عزیز تحصیلدار ہو جائیگا۔ تھانیدار ہوجائیگا۔ یا مجھے کوئی بڑا عہدہ مل جائیگا۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی ذاتی نفع کے خیال سے کوشش کر رہا ہے۔ مگر ہماری جماعت جو خدمت کرتی ہے۔ وہ اپنے اصول کے لحاظ سے کرتی ہے۔ کسی طمع اور لالچ کی وجہ سے نہیں۔

ممکن ہے بعض اور تعلیم یافتہ افراد بھی اصول کے لحاظ سے کرتے ہوں۔ مگر جماعتی لحاظ سے ہمارے سوا اور کوئی ایسا نہیں کرتا۔ اور ایسے لوگ جو اصول کے لئے کوشش کرتے ہوں۔ اور سوچ سمجھ کر کرتے ہوں۔ وہ اگر مطمئن ہو جائیں۔ کہ اب فتح ہونے لگی ہے۔ تو ان میں ضرور سستی آجاتی ہے۔ کیونکہ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب کام ختم ہونے کو ہے۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ابھی اس جنگ کے تاریک پہلو موجود ہیں۔ روس کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ جرمنوں کو اب شکست دے رہا اور بڑھتا جا رہا ہے۔ بے شک وہ بڑھا بھی ہے مگر واقف کار لوگ جانتے ہیں۔ کہ اب تک وہ صرف انہی علاقوں میں بڑھ سکا ہے۔ جن میں جرمنی کہتا ہے۔ کہ وہ بڑھ لے۔ لیکن جہاں جرمنی نے اب قبضہ رکھنا چاہا۔ وہاں سے روس اسے پیچھے نہیں ہٹا سکا۔ اور کسی ایسی جگہ کو نہیں لے سکا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابھی روس کا پہلو اتنا زبردست نہیں جتنا عام طور پر خیال کیا جانے لگا ہے۔ اور جرمنی کا پہلو ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا۔ اور اب اگر اس سال یعنی ۱۹۴۳ء میں جرمنی کی طاقت نہ ٹوٹی۔ تو

اگلا سال روس کے لئے سخت مشکلات کا ہوگا۔ پچھلے سال روسی جہاں تک جرمنوں کو دھکیل کر لے گئے تھے۔ اگر وہاں تک لے گئے۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ جرمنی کا زور ٹوٹ گیا۔ ورنہ نہیں اور اگر روس کی طاقت ٹوٹ گئی۔ تو سب سے زیادہ خطرہ ہندوستان کے لئے ہوگا۔ کیونکہ پھر ہندوستان اور دشمن کے درمیان کوئی بھی روک نہ ہوگی۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ روس کی آبادی زیادہ ہے۔ اور گو ہندوستان کی آبادی اس سے بہت زیادہ ہے۔ مگر اس میں کئی کروڑ لوگ ایسے ہیں جو غیر جنگی ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کا ایک معتدبہ طبقہ ایسا ہے۔ جو جاپان سے ہمدردی رکھتا ہے۔ یہ حصہ بھی جرمنی سے لڑنے والا نہیں۔ ان دونوں کو اگر علیحدہ کر دیا جائے۔ تو ہندوستان کی ایسی آبادی جو جرمنی سے مقابلہ کرنے میں انگریزوں کا ساتھ دے سکتی ہے۔ ۸۔۹ کروڑ رہ جاتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جرمنی کی آبادی اٹھ کروڑ ہے۔ اٹلی کی چار کروڑ سے زیادہ ہے۔ رومانیہ کی تین کروڑ ہنگری کی تیس لاکھ اور پولینڈ کی چالیس لاکھ ہے۔ اور یہ سب ملکر سترہ اٹھارہ کروڑ آبادی بن جاتی ہے۔ اور اس طرح جرمنی کی طاقت آبادی کی تعداد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر جاپان کی طاقت اس سے علاوہ ہے بیشک بعض حالات انگریزوں کی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مثلاً شمالی افریقہ میں انہیں فتح ہوئی ہے۔ یہ پہلی لڑائی ہے جس میں جرمن میدان سے بھاگے ہیں۔ اور لیبیا کی لڑائی بالکل اسی طرح ہوئی ہے جس طرح مجھے رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔ اور جرمنوں کے اس طرح بھاگنے سے ان

کی برتری کا رعب بھی کم ہو گیا ہے۔ ادھر روس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جرمنی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ پہلے جو جرمن سپاہی کو ہوّا سمجھا جاتا تھا۔ یہ رعب اب مٹ چکا ہے۔ جرمنی کا ایک اور رعب سامان کا تھا۔ ہٹلر نے کئی بار کہا تھا۔ کہ بعض مخفی ایجادیں ان کے پاس ہیں۔ مگر یہ رعب بھی جاتا رہا ہے۔ اور ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ مخفی ایجادوں کا پروپیگنڈا بالکل غلط تھا۔ اگر کوئی ایسی ایجاد ہوتی۔ تو ان خطرناک حالات میں ضرور باہر آجاتی۔ یہ ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ جرمنوں کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ جس کے مقابلہ کی کوئی چیز اتحادیوں کے پاس نہ ہو۔ اگر اس نے کوئی ایجاد کی ہے۔ تو برطانیہ نے بھی اس کے مقابلہ پر کوئی نہ کوئی ایجاد کرلی ہے۔ اور امریکہ نے بھی کوئی کرلی ہے۔ کسی نے اچھی قسم کا کوئی ٹینک بنالیا۔ کسی نے اچھا طیارہ بنالیا۔ اور کسی نے ڈسٹرائر تیار کرلیا۔ بہرحال اب یہ اطمینان ہو چکا ہے۔ کہ جرمنی کے پاس کوئی ایسی ایجاد نہیں۔ کہ جس سے یکدم جنگ کا نقشہ بدل سکتا ہو۔ پھر اس کے علاوہ فرانس میں بھی جرمنی کی مخالفت کا جذبہ روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔ اتحادیوں کو سامان تیار کرنے کا کافی موقعہ مل چکا ہے۔ پہلے ان کے پاس اتنا سامان نہیں تھا۔ جتنا اب بن چکا ہے۔ اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے ہندوستانی فوج صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ مگر اب دس لاکھ سے بھی بڑھ چکی ہے۔

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ پہلے یہ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ

ایڈیٹر۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

کہ اگر برما انگریزوں کے ہاتھ سے جاتا رہا تو چینی ضرور جاپانیوں سے دب جائینگے۔ ان کے پاس سامان جنگ بالکل نہیں ہے۔ اندر ہی اندر یہ خیال بہت پایا جاتا تھا۔ مگر چینیوں نے بھی وہ موقعہ گذار لیا ہے۔ اور اب ان کے لئے ویسا خطرہ نہیں رہا۔ کہ وہ یک دم ہتھیار ڈال دینگے۔ چین برابر اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔

جنگ میں اتحادیوں کی امداد کے طریق

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ جنگ میں مدد کس طرح کی جاسکتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ جہاں تک ہوسکے۔ بھرتی میں مدد دی جائے پھر جو لوگ مالی امداد دے سکتے ہیں۔ وہ مالی امداد دیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ غلط افواہوں کو روکنا چاہئے۔ میں نے پچھلے سال بھی بتایا تھا۔ کہ افواہوں کو پھیلنے سے روکنا بہت بڑی خدمت ہے۔ دراصل دشمن کی فوج اور سامان اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جتنا افواہیں پہنچاتی ہیں۔ غلط افواہیں بہت پھیلتی رہتی ہیں۔ اب کلکتہ پر بمباری ہوتی ہے۔ اور کچھ بم گرے ہیں لیکن اس کے متعلق ہی کئی قسم کی افواہیں پھیل رہی ہے۔ کسی گاؤں میں جاؤ۔ تو طرح طرح کی باتیں سننے میں آئینگی۔ اور اس بمباری کی تفاصیل یکتہاں سنو گے۔ اتنے مکانات اڑ گئے۔ اتنے آدمی مارے گئے۔ یہ نقصان ہوا۔ وہ نقصان ہوا۔ وغیرہ وغیرہ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً دیہات میں ایسی افواہیں بہت پھیلتی ہیں جنہیں روکنا بہت ضروری ہے۔ زمیندار ناول تو نہیں پڑھتا۔ مگر وہ ناول بنانے میں ماہر ہوتا ہے۔ اور ایسی باتیں اپنے دماغ سے ہی گھڑتا رہتا ہے۔

خدام الاحمدیہ انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ سلسلہ کے روحانی نقار کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہوئی ہیں۔ اور یہ تینوں نہایت ضروری ہیں۔ عورتوں میں کل جو تقریر میں نے کی۔ اس میں ان کو نصیحت کی ہے۔ کہ وہ لجنات کی ممبر بنانے میں مستعدی سے کام لیں۔ اور آج آپ لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ ان تحریکات کو معمولی نہ سمجھیں۔ اس زمانہ میں ایسے حالات پیدا ہوچکے ہیں۔ کہ یہ بہت ضروری ہیں۔ پرانے زمانہ میں اور بات تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی ٹریننگ سے ہزاروں استاد پیدا ہوگئے تھے۔ جو خود بخود دوسروں کو دین سکھاتے تھے۔ اور دوسرے شوق سے سیکھتے تھے مگر اب حالات ایسے ہیں۔ کہ جب تک دو دو تین تین آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نگرانی کا انتظام نہ کیا جائے۔ کام نہیں ہوسکتا۔ ہمیں اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ کہ دوسرے ان کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں۔ اور پھر تعداد بھی بڑھانی چاہئے۔ اگر گلاب کا ایک ہی پھول ہو۔ اور وہ دوسرا پیدا نہ کرسکے۔ تو اس کی خوبصورتی سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ فتح تو آئندہ زمانہ میں ہونی ہے۔ اور معلوم نہیں کب ہو۔ لیکن ہمیں کم سے کم اتنا تو اطمینان ہوجانا چاہئے۔ کہ ہم نے اپنے آپ کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے۔ کہ دنیا احمدیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتی احمدیت کو دنیا میں پھیلا دینا ہمارے اختیار کی بات نہیں لیکن ہم اپنی زندگیوں کا نقشہ ایسا خوبصورت بنا سکتے ہیں۔ کہ دنیا کے لوگ بظاہر اس کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ مگر ان کے دل احمدیت کی خوبی کے معترف ہوجائیں۔ اور اس کے لئے جماعت کے سب طبقات کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ احباب جماعت نے تاحال انصار اللہ کی تنظیم میں وہ کوشش نہیں کی۔ جو کرنی چاہئے تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ اس کا ابھی کوئی دفتر وغیرہ بھی نہیں۔ مگر دفتر قائم کرنا کس کا کام تھا۔ بیشک اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی۔ مگر سرمایہ مہیا کرنے سے انہیں کس نے روکا تھا۔ شاید وہ کہیں۔ کہ خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید سے مدد دی گئی ہے۔ مگر ان کی مدد سے ہم نے کب انکار کیا۔ ان کو بھی چاہئے تھا۔ کہ دفتر بناتے اور چندہ جمع کرتے۔ اب بھی انہیں چاہئے کہ دفتر بنائیں کلرک وغیرہ رکھیں جلد خط و کتابت کریں۔ ساری جماعتوں میں تحریک کرکے انصار اللہ کی مجالس قائم کریں۔ اور چالیس سال سے زیادہ عمر کے سب دوستوں کی تنظیم کریں۔

ملاقات کے وقت عہدیدار آگے بیٹھا کریں

میں ہمیشہ سے یہ کہتا رہا ہوں۔ کہ ملاقات کے وقت پریذیڈنٹ اور سیکرٹری آگے بیٹھا کریں۔ اور بتائیں۔ کہ یہ فلاں صاحب ہیں۔ اور یہ فلاں۔ تا مجھے جماعت کے لوگوں سے واقفیت ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوسکے۔ کہ سیکرٹری اور دوسرے عہدیدار ٹھیک طور پر کام کررہے ہیں یا نہیں۔ پہلے اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اور یہ بھی میں دیکھتا رہا ہوں۔ کہ عہدیداروں کا کام تسلی بخش رہا ہے۔ مگر اب کچھ عرصہ سے اس میں نقص واقع ہونے لگا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ نئی پود کو کام کے لئے تیار نہیں کیا جاسکا۔ پریذیڈنٹ کا پوچھو تو کہا جاتا ہے کہ وہ بیمار ہے گھر پر ہے سیکرٹری کہاں ہے۔ وہ بھی نہیں آیا۔ حالانکہ چاہئے یہ کہ اگر پریذیڈنٹ بیمار ہے۔ اور اسے علیحدہ بھی کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ تو بے شک علیحدہ نہ کرو۔ مگر ایک نائب بنا دو۔ سکرٹری کو بے شک نہ ہٹاؤ مگر ایک نائب سکرٹری بنا دو۔ تا اس کی وفات تک دوسرا آدمی تیار ہوسکے۔ اور پرانوں کی جگہ لینے والے نئے آدمی تیار ہوتے رہیں ورنہ کام کو سخت نقصان پہنچیگا۔ پرانے آدمیوں کے فوت ہوجانے پر اگر کوئی کام سنبھالنے والے نہ ہوں۔ تو سخت نقصان کی بات ہے۔ ایک جماعت کے دوست مجھ سے ملنے آئے۔ اور مصافحہ کرنے کے بعد چیخیں مار کر رونے لگے کہ ہمارے ہاں پہلے جماعت کے تیس چالیس افراد تھے۔ مگر اب صرف تین چار رہ گئے ہیں۔

ان تحریکوں سے میرا مقصد یہ بھی ہے۔ کہ ہر جماعت میں ذمہ داری کو سنبھالنے والے تین تین۔ چار چار کارکن موجود رہیں۔ خدام الاحمدیہ کے سکرٹری کو کام کی ٹریننگ علیحدہ ملتی ہے۔ اور انصار اللہ کے سکرٹری کو علیحدہ۔ اور جہاں کہیں کوئی پرانا کارکن فوت ہوجائے۔ اس کی جگہ لینے والا موجود ہو۔ رقابت بھی بعض اوقات بڑا کام کراتی ہے۔ پچھلے دنوں یہاں خدام الاحمدیہ کا جلسہ ہوا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ انصار نے کہا کہ ہمیں بھی اپنا جلسہ کرنا چاہئے۔ بیشک اگر وہ بھی کرنے لگیں۔ تو یہ بہت فائدہ کی بات ہے ہم نے جو مدد خدام کی کی ہے۔ ان کی بھی کرسکتے ہیں۔ پھر وہ خود بھی چندہ لے سکتے ہیں۔ بہرحال انہیں بھی تنظیم کے ساتھ کام کرنا چاہئے میرا مقصد یہ ہے۔ کہ جماعت کے اطفال خدام اور انصار سب کی تربیت کا انتظام ہوسکے۔ ۱۴ سال سے کم عمر کے بچے اطفال کی مجالس میں شامل ہوں۔ ۱۴ سے چالیس سال تک کے خدام میں اور اس سے اوپر عمر کے انصار اللہ میں۔ تاکہ سب کی صحیح تربیت ہوسکے۔

خدام الاحمدیہ کے متعلق بعض سرکاری افسروں کی بیجا بدگمانی

میں اس جگہ افسوس کے ساتھ اس امر کا بھی ذکر کردینا چاہتا ہوں۔ کہ بعض مقامی حکام خدام الاحمدیہ کے خلاف بدگمانی پھیلا رہے ہیں۔ یہ افسر ایسے ہی ہیں۔ کہ جو بجائے بغاوت کو دبانے کے وفاداروں کو باغی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کی تحریک کوئی خفیہ تحریک نہیں۔ میں نے اسے علی الاعلان قائم کیا۔ اور جمعہ کے خطبوں میں اس کی وضاحت کی۔ اور اس کی اہمیت بیان کی۔ اس کا آئین میں نے بنایا۔ اس کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ تو صرف جماعت کے نوجوانوں کی اصلاح کے لئے ہے۔ اس کے متعلق ایسی جستجو کرنا محض روپیہ ضائع کرنے والی بات ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے کوئی ایسا اقدام کیا گیا۔ تو اسے یقیناً ندامت اٹھانی پڑیگی۔ جیسی پہلے اٹھانی پڑی ہے۔ اس کے متعلق شبہ کرنیکی جو وجوہات میں نے سنی ہیں۔ وہ بہت عجیب ہیں مثلاً یہ کہ اس کے سالانہ جلسے کے موقعہ پر بعض نوجوانوں نے گتکا کھیلا۔ اس لئے یہ مجلس بہت خطرناک ہے اور اس معاملہ کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔ کہ میں نے سنا ہے۔ مرکز سے بھی سی۔ آئی۔ ڈی کے افسر تحقیقات کے لئے آئے ہیں۔ وہ اگر آتے ہیں۔ تو شوق سے آئیں۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ محرم وغیرہ کے جلوس پر اعلیٰ افسروں کی موجودگی میں گتکا وغیرہ کھیلا جاتا ہے۔ اور جو چیز محرم کے موقعہ پر جائز ہے۔ وہ خدام الاحمدیہ کے جلسہ کے موقعہ پر کیونکر ناجائز ہوگئی۔ اور اگر حکومت اسے منع کرے تو اسکو ترک کیا جا

یہ اس کے پروگرام کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن میں حیران ہوں۔ کہ وہ حکومت ہی کیا ہے۔ جو یہ خیال کرتی ہے۔ کہ اگر چند نوجوان گتکا سیکھ گئے۔ تو اس کا قائم رہنا محال ہوگا۔ جہاں اس زمانہ میں اینٹی ایر کرافٹ اور اینٹی ٹینک گنز بن چکی ہیں۔ وہاں ایک گتکا جاننے والا کیا کرسکتا ہے۔ یہ بالکل بچوں والی بات ہے۔ اور بالکل غلط طریق ہے۔ دوسری حکومتیں تو خود لوگوں کو بہادر بناتی ہیں۔ مگر ہماری حکومت گتکا سے ڈرتی ہے۔ اور لوگوں کا عام طریق یہ ہے۔ کہ جس بات سے روکا جائے اس کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ پہلے لوگ کہتے تھے۔ کہ تلوار رکھنے کی آزادی ہونی چاہیئے۔ مگر جب بیس سال کے جھگڑے کے بعد حکومت نے آزادی دے دی۔ تو اب لوگ کہتے ہیں۔ کہ چھوڑو تلوار پر پانچ روپے کون خرچ کرے۔ تو جتنا روکو اتنا ہی زیادہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ حکومت نے اسلحہ پر لائسنس کی پابندی لگا رکھی ہے۔ مگر جو لوگ جرائم کرتے ہیں۔ وہ لائسنس لیتے ہی کہاں ہیں وہ تو بغیر لائسنس کے اسلحہ رکھتے ہیں۔ اعداد و شمار جمع کرکے اس امر کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ کہ مثلاً بندوق سے جو لوگ مارے گئے۔ ان میں سے اکثر انہی لوگوں نے مارے۔ جن کے پاس بندوق کا کوئی لائسنس نہیں۔ لائسنس رکھنے والے دوسروں کو کہاں مارتے ہیں۔ پس حکومت کی یہ پالیسی بالکل غلط ہے۔ اس سے تو بہتر ہے۔ کہ وہ حکم دے دے۔ کہ چوڑیاں پہن لو۔ اور گھروں میں بیٹھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ لوگوں کی انگلیاں بھی کٹوا دے۔ کہ ان سے ٹکہ مارا جاسکتا ہے۔ بعض لوگوں کے دانتوں میں ایسا زہر ہوتا ہے۔ کہ کسی کو کاٹیں تو مر جاتا ہے۔ اس لئے بتیس کے بتیس دانت بھی نکلوا دینے چاہئیں۔ یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے۔ کہ جس حکومت کے پاس توپیں۔ بندوقیں۔ ہوائی جہاز ٹینک وغیرہ سب کچھ ہیں۔ اسے اس بات پر اعتراض ہے۔ کہ بعض نوجوان گتکا کیوں سیکھتے ہیں۔ اسے تو چاہیئے کہ خود ایسی باتوں کا انتظام کرے۔ تا لوگوں میں جرأت اور بہادری پیدا ہو۔ اور جنگ میں زیادہ امداد مل سکے۔ ادھر یہ بھی شکایت کی جاتی ہے۔ کہ فوج کے لئے رنگروٹ کم ملتے ہیں۔ تم نے تو مردوں کو عورتیں بنا دیا۔ رنگروٹ کیسے ملیں۔ ہندوستان کی اتنی آبادی ہے۔ کہ کئی کروڑ سپاہی یہاں سے مل سکتے ہیں۔ مگر یہ تو اس صورت میں ہو کہ مرد ہوں۔ حکومت نے تو مردوں کو عورتیں بنا دیا ہے۔ خدا نہ کرے کہ جاپانی کبھی اس ملک میں آسکیں۔ لیکن اگر کبھی ایسا ہو۔ تو وہ دیکھیں گے۔ کہ بنگال سے پشاور تک کشمیری ہی کشمیری بھرے پڑے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر لوگ بزدل ہوچکے ہیں جرأت باقی نہیں۔ ہتھیار کے تو نام سے ڈرتے ہیں۔ اور اس بارہ میں حکومت کی پالیسی ایسی خطرناک ہے۔ کہ خود اپنے ساتھ دشمنی کرنے والی بات ہے۔ وہ ڈرتی ہے۔ کہ لوگوں کے پاس ہتھیار ہونگے۔ تو وہ فساد کرینگے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ اگر لوگوں کو بندوقیں دے دی جائیں۔ تو ہرگز کوئی فساد نہ ہوگا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ گتکا چلانے سے حکومت کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے۔ اگر لوگوں نے گتکا سیکھ لیا۔ تو اس سے ہٹلر کو کیا مدد مل جائے گی۔ کیا وہ گتکا سے مسلح ہوکر ہندوستان پر حملہ آور ہوگا۔ کہ یہ لوگ اس سے مل جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ گتکا سیکھ کر ایک شخص کی بزدلی میں کچھ کمی آجائیگی۔ باقی رہا یہ امر کہ وہ اس سے کوئی تیس مار خان بن جائیگا۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ ایک گتکا جاننے والا بندوق والے کے سامنے کیا کرسکتا ہے۔ اگر حکومت ایسی باتوں سے ڈرتی ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ حسینوں کو بھی اندھا کردے۔ کیونکہ شاعر کہا کرتے ہیں۔ کہ حسین نگاہ سے مار دیتے ہیں۔ پس حکومت کی یہ پالیسی غلط ہے۔ میں خاکسار کا سخت مخالف ہوں۔ مگر یہ حکم کہ کوئی بیلچہ یا پھاوڑہ نہ رکھے۔ اس کا بھی میں مخالف ہوں۔

خدام الاحمدیہ کی جنگ میں قابل قدر امداد

ہماری جماعت کے انہی خدام نے جنگ کے لئے شاندار قربانی کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب تک سات ہزار سے زیادہ رنگروٹ دیئے جاچکے ہیں۔ اب تک ٹیکنیکل بھرتی میں شمالی ہند نے ایک لاکھ آدمی دیا ہے۔ جن میں سے ڈیڑھ ہزار ہم نے دیا ہے۔ گویا ۱½ فیصدی پھر اب تک کنگ کمیشن والے ہندوستانیوں کی تعداد ۵-۶ ہزار ہوگی۔ اور ان میں سے قریباً ایک سو احمدی ہونگے۔ مگر اس کے باوجود بعض افسروں کو خدام الاحمدیہ کی تحریک مشتبہ نظر آتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک افسر نے کہا ہے۔ کہ یہ ہیں تو بڑے وفادار لوگ مگر ہیں بڑے مشکوک۔ یہ طریق اگر حکومت کی طرف سے جاری رہا۔ تو نوجوانوں میں اس سے سخت بددلی پیدا ہوگی۔ میں نے ہمیشہ حکومت کو از راہ خیر خواہی یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ اسے ایسا انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ سرکاری افسر باغیوں کو پکڑیں۔ وفاداروں کو باغی نہ بنایا کریں۔

واقعہ ڈلہوزی کے متعلق حکومت کا اظہار افسوس

ڈلہوزی کے واقعہ کے متعلق حکومت نے اظہار افسوس کردیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ جن افسروں نے یہ غلطی کی۔ انہیں سزا دی جائیگی اس لئے اس معاملہ کو بھی اب ختم سمجھنا چاہیئے۔

تفسیر القرآن انگریزی

انگریزی تفسیر القرآن چھپنے کے متعلق مجلس شوریٰ میں فیصلہ ہوا تھا۔ جو لوگ اس بات کے حق میں تھے۔ کہ جنگ کے دوران میں ہی تفسیر چھپ جانی چاہیئے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اس وقت جنگ کی وجہ سے لوگوں کے قلوب نرم ہیں۔ اس لئے اس موقعہ پر تفسیر چھپ جانے سے تبلیغ کا راستہ کھل جائیگا۔ لیکن اکثر دوستوں کی رائے یہ تھی۔ کہ جنگ کے بعد چھپوائی جائے۔ کیونکہ اچھی چھپ سکیگی۔ اور خرچ بھی کم ہوگا۔ مگر میں نے ان دوستوں کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ جنکی تعداد تھوڑی تھی۔ یہ بھی اعلان کیا تھا۔ کہ جو دوست خریدنا چاہیں۔ وہ دس روپیہ فی جلد کے حساب سے بطور پیشگی جمع کرادیں۔ باقی قیمت بعد میں لے لی جائیگی۔ آج کل کاغذ کا جو نرخ ہے۔ اس کے لحاظ سے قیمت چالیس سے پچاس روپیہ تک ہوگی۔ مگر ہم نے کاغذ پہلے خرید لیا تھا۔ اور اسلئے اگر ضخامت ۲۵۰۰ صفحات ہو۔ تو قیمت ۳۶ سے ۴۰ تک ہوگی۔ پنجاب کے سب سے بڑے مطبع کے ساتھ چھپائی کے لئے انتظام کیا جارہا ہے۔ درد صاحب نے بتایا ہے کہ مطبع والوں کا جواب آگیا ہے۔ مگر ابھی مجھے نہیں ملا۔ مگر اس تاخیر کا ایک فائدہ بھی ہوگیا۔ اور وہ یہ کہ سارا مواد بغیر ایڈیٹنگ کے یونہی پڑا تھا۔ اب میں نے چھ آدمی اس کام پر لگائے ہیں اور بڑے زور سے کام ہورہا ہے۔ اور اب وہ سورۃ مائدہ میں ہیں مجلس شوریٰ تک ایک جلد کی طباعت ہوسکتی تھی۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ پریس والے کہتے ہیں کہ عربی کا ٹائپ آجکل نہیں ملتا۔

اردو تفسیر القرآن

اردو تفسیر کے متعلق مجھے افسوس ہے کہ وہ شائع نہیں ہوسکی۔ پانسو صفحات سے زیادہ کا مضمون میں دے چکا ہوں۔ اور اس سال پچھلے سال کی نسبت زیادہ کام ہوا ہے۔ میری صحت بہت خراب رہی ہے۔ ورنہ اس سے بھی زیادہ کام ہوسکتا تھا۔ میری صحت کی خرابی میں دانتوں کا دخل ہے۔ بعض اوقات دانت کا ٹکڑا آپ ہی آپ ٹوٹ کر گر جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے میں کھانا وغیرہ چبا کر نہیں کھا سکتا۔ روٹی بہت کم کھا سکتا ہوں۔ بسا اوقات چھٹانک سے بھی کم وزن کی پھلکا ہوتا ہے جو کھاتا ہوں۔ مگر اسکے باوجود پیٹ میں خرابی رہتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے۔ اور تشنج بھی ہوجاتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہاتھ کی انگلیاں بھی پوری طرح کام نہیں کرسکتیں۔ آخر سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا۔ کہ مضمون کاتب کو لکھوا دیا کروں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ اور بڑی جلدی کام ہونے لگا ہے۔ جنہوں نے دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اس طرح لکھے ہوئے اور میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے میں فرق نہیں۔ اس طرح بعض اوقات میں نے ساٹھ ساٹھ کالم مضمون لکھوا دیا ہے۔ اور امید ہے کامیابی ہوگی۔ مشکل یہ ہے کہ مضامین اس طرح الجھتے ہیں کہ جیسے ایک خزانہ کے اندر دوسرا خزانہ مخفی ہو۔ اور آٹھ رکوع میں ہی پانچ سو صفحات ختم ہوگئے ہیں۔ اور اتنا بھی مضامین کا گلا گھونٹ کر کیا گیا ہے۔ پہلے تجویز تھی کہ تین سورتیں پہلی جلد میں ختم ہوجائیں۔ پھر یہ خیال کیا کہ دو سورتیں پہلی جلد میں ختم کی جائیں بعد میں خیال آیا کہ صرف سورہ بقرہ ہی پہلی جلد میں ختم کی جائے مگر اسکے بھی شکل نظر آتی ہیں بہت سی باتیں چھوڑنا بھی ہو

مگر چونکہ ابتدائی مضمون ہے۔ اس لئے یہ بھی خیال ہے۔ کہ ممکن ہے تفصیل آگے فائدہ دے۔ اس لئے ہر بات بیان کرنی پڑتی ہے۔ اور اس لئے پانچ سو صفحات میں صرف آٹھ رکوع ختم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کاغذ کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے اور اس وقت گیارہ بارہ گنا زیادہ ہو چکی ہے مجھے خدا تعالیٰ نے سمجھ دیدی۔ اور میں نے انور صاحب کو کہا۔ کہ کاغذ اکٹھا خرید لیں۔ انہوں نے خرید لیا۔ اور اس سے بہت فائدہ رہیگا۔ کاغذ چونکہ سلسلہ کے روپیہ سے خریدا گیا ہے اس لئے سلسلہ کو بھی فائدہ ہوگا۔ اور مجھے بھی ثواب ملیگا۔ اگلی جلد اگر جنگ کے دوران میں چھپوائی گئی۔ تو ممکن ہے۔ اس کی قیمت پندرہ روپیہ تک ہو۔ میں نے تحریک جدید والوں کو ہدایت کی تھی۔ کہ جتنے فرمے چھپ چکے ہیں۔ ان کی چار پانچ جلدیں سی کر دفتر میں رکھ دیں۔ تاکوئی دوست پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے۔ اور جن کو زیادہ شوق ہے۔ انہیں کچھ تسلی ہو جائے۔

تبلیغ خاص کی تحریک

اس کے بعد میں تبلیغ خاص کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس میں جماعت نے بڑی قربانی کا نمونہ دکھایا ہے۔ جب اس کا اعلان کیا گیا تھا۔ اسوقت الفضل کے خطبہ نمبر کی قیمت اڑھائی روپیہ سالانہ تھی۔ مگر اب الفضل والے کہتے ہیں۔ کہ ۷½ روپیہ سالانہ قیمت ہوگی۔ اور انہوں نے اس کا حساب بھی پیش کر دیا ہے اس وقت مختلف جگہوں کے دوست بیٹھے ہیں۔ اگر وہ سمجھیں کہ اس سے کم قیمت میں اخبار چھپا ہونیکی کوئی صورت ہے تو وہ بتا دیں۔ میں نے سنا ہے۔ بعض شہروں میں کاغذ کا سٹاک ہے۔ اگر سستا کاغذ ملنے میں وہ کوئی مدد کر سکیں۔ تو بتا دیں۔ بہرحال یہ پرچے جلدی جاری کرا دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے ایک ٹریکٹ بھی لکھ لیا ہے۔ خط و کتابت کے لئے بھی بعض دوستوں نے اپنے نام دیئے ہیں۔ اور امید ہے جلدی کام شروع کیا جاسکے گا۔

تحریک جدید کا امانت فنڈ

اس کے بعد میں تحریک جدید کے امانت فنڈ کی طرف دوستوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں پہلے اس فنڈ میں جمع شدہ روپیہ واپسی پر جو پابندیاں تھیں۔ وہ دور کر دی گئی ہیں۔ اور اب جس وقت کوئی دوست چاہے۔ اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے۔ آج جمع کرا کے اگر کوئی چاہے تو کل بھی واپس لے سکتا ہے۔ اگر دوست اس فنڈ میں امانتیں جمع کراتے رہیں۔ تو بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جس طرح وہ اور بنکوں میں روپیہ جمع کراتے ہیں۔ اس میں بھی کرا سکتے ہیں۔ جب چاہیں روپیہ واپس بھی مل سکتا ہے۔ اس سے ان کو ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اس سے جو فوائد سلسلہ کو پہنچ سکتے ہیں وہ میں پہلے کئی بار بیان کر چکا ہوں۔

تحریک جدید کا چندہ

تحریک جدید کے چندہ میں مجھے اطلاع دی گئی ہے۔ کہ اس وقت تک ایک لاکھ ۱۸ ہزار روپیہ کے وعدے آچکے ہیں۔ پچھلے سال جو تحریک جدید کے لحاظ سے کامیاب ترین سال سمجھا جاتا ہے۔ ۳۱ر جنوری تک اتنے وعدے آئے تھے۔ گویا اس سال بہت سے دوستوں نے پہلے وقت میں وعدے کئے ہیں۔ اور بعض دوستوں نے اپنے وعدوں میں معقول زیادتی بھی کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح گذشتہ سال اکثر دوستوں نے بروقت ادائیگی کی ہے۔ اس سال بھی کرینگے۔ وعدہ کرنیوالے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے وعدوں کو جلد ادا کر دیں۔ پنجاب کی جماعتوں کے وعدوں کے لئے ۳۱ر جنوری آخری تاریخ ہے۔ اس وقت تک ۳½ سو جماعتیں ایسی ہیں۔ جنہوں نے ابھی وعدے نہیں بھجوائے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ ۳۱ر جنوری تک وعدے بھجوا دیں۔ جیسا کہ میں کئی بار بتا چکا ہوں۔

تحریک جدید کے چندہ سے تبلیغ کیلئے مستقل فنڈ

تحریک جدید کے چندہ سے تبلیغ کیلئے مستقل فنڈ مہیا کیا جا رہا ہے۔ اور اس سے سندھ میں قریباً ۳½ سو مربع اراضی خریدی گئی ہے۔ اس رقبہ میں سے بعض کی جزوی قیمت ادا ہو چکی ہے۔ اور ۸۵ مربعہ کی پوری قیمت ادا ہو چکی ہے اور امید ہے کہ اس سال اور بھی رقبہ آزاد ہو سکیگا۔ دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اگلے سال تک ساری کی ساری زمین آزاد ہو سکے یہ اگر ہوگیا۔ تو گویا ۱۸ لاکھ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم ہو جائیگا۔ بہت عرصہ ہوا۔ میں نے ۲۵ لاکھ کے ریزرو فنڈ کی تحریک کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۸-۲۰ لاکھ کا فنڈ قائم ہو جائیگا جب میں نے تحریک کی تھی۔ اس وقت کئی لوگ خیال کرتے تھے۔ کہ اتنا بڑا فنڈ کس طرح قائم ہو سکیگا۔ اور میرے ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ اس طرح صورت پیدا کر دیگا۔ اور ابھی میرے ذہن میں ایسی سکیم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ چاہے تو چند سال میں ۲۵ لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ کا فنڈ قائم ہو جائیگا۔ اور پھر اس سے آگے میرے ذہن میں یہ ہے کہ اسے پچاس لاکھ کا بنانا ہے۔ یہ سکیم بڑی ہے۔ ممکن ہے۔ آج اسے کوئی شیخ چلی کی سی بات سمجھے۔ مگر پہلے بعض اس کو بھی تو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچ ہزاری فوج والے رویاء کو پورا کرنیوالے یہی لوگ ہیں۔ جو تحریک جدید میں باقاعدہ اور قواعد کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے۔ اگر پانچ ہزار مبلغ بھی رکھے جائیں۔ تو اس کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ سالانہ آمد کی ضرورت ہے۔ اور اتنی آمد پچیس کروڑ روپیہ کے ریزرو فنڈ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور اس طرح جب ہم ۲۵ لاکھ کا فنڈ قائم کر سکینگے۔ تو گویا ایک فیصدی کام پورا کر سکینگے۔ اسے بڑھانے کی ابھی اور سکیمیں بھی میرے ذہن میں ہیں۔ عیسائیوں نے ۱۹ سو سال کے عرصے کے بعد پانچ ہزار چند سو مبلغ پیدا کئے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اتنے مبلغ مقرر کرنے میں کامیاب کر دے۔ تو یہ گویا مسیح محمدی کی مسیح موسوی پر بہت بڑی فضیلت ہوگی۔ بہرحال ۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی سکیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ اس کے متعلق آئندہ جو میری تجاویز ہیں انہیں فی الحال بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔ ہاں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس کے متعلق سوچتے رہیں۔ اور اگر کوئی تجاویز ان کے ذہن میں آئیں۔ تو مجھے بتائیں۔ میں خود بھی سوچتا ہوں۔ اور وقت آنے پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو میں بیان کر دونگا۔

نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید

اب میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ قادیان میں ہم نے خدام الاحمدیہ کے ذریعہ نمازوں کے متعلق جو نظام قائم کیا ہے۔ اسے بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ دوسری جماعتوں کو بھی اپنے اپنے ہاں اسے رائج کرنا چاہیئے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نماز پڑھنے اور باجماعت پڑھنے میں بڑا فرق ہے اسلام اجتماعی مذہب ہے۔ اور اس لئے اس نے باجماعت نماز پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کا جہاں بھی حکم ہے۔ باجماعت نماز کا حکم ہے۔ ایک جگہ بھی صرف نماز پڑھنے کا نہیں۔ سوائے ایک جگہ کے کہ جہاں خبر کے طور پر نماز نہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ ورنہ ہر جگہ اقیموا الصلوٰۃ ہی آیا ہے۔ اور اقامت صلوٰۃ کے معنے باجماعت نماز کے ہیں۔ اقامت کے معنی یہی ہیں۔ کہ پوری شرائط کے ساتھ نماز پڑھو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنی جگہ کسی کو امام مقرر کروں۔ اور ایسے لوگوں کے مکانوں کو مکینوں سمیت نذر آتش کر دوں۔ یہی دو وقت زیادہ سردی اور نیند کے ہوتے ہیں۔ اس لئے جب ان نمازوں میں نہ آنے والوں کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا رحیم و کریم اور محبت کرنیوالا شخص اس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ باقی نمازوں میں نہ آنیوالے کس قدر مجرم ہیں۔ نماز باجماعت سے محرومی ہلاکت ہے۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ اور میں وقتاً فوقتاً اسے بیان کرتا بھی رہتا ہوں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ باوجود باجماعت نماز کے مواقع کے بہم پہنچنے کے ابھی ہماری جماعت میں اس کا رواج اتنا نہیں جتنا ہونا چاہیئے۔ پہلے تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ دوست ایک دوسرے سے دور دور رہتے تھے۔ اور دوسروں کے ساتھ وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ اس لئے یہ عادت پڑ گئی۔ کہ گھر میں نماز پڑھ لی جائے۔ اگرچہ اس صورت میں بھی نماز باجماعت کی یہ ترکیب ہے۔ کہ بیوی بچوں کو ساتھ لیکر جماعت کرائی جائے۔ تو عادت نہ ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز کی قیمت لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی۔ اس عادت کو ترک کر کے نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے مواقع پر جب نماز کے لئے مسجد میں نہ جاسکتے تھے۔ گھر میں ہی جماعت کرالیا کرتے تھے۔ اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملاکر جماعت کرا لیتے تھے۔ والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہو جاتی تھیں۔ پس اول تو ہر جگہ دوستوں کو جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اور جس کو یہ موقعہ نہ ہو۔ اسے چاہیئے: کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر جماعت کرالیا کرے۔ ہر جگہ دوستوں کو نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جہاں شہر بڑا ہو۔ اور دوست دور دور رہتے ہوں۔ وہاں محلہ وار جماعت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جہاں مساجد نہیں ہیں۔ وہاں مساجد بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض جگہ کے دوستوں میں یہ نقص ہے۔ کہ وہ یہ ارادہ کر لیتے ہیں۔ کہ فلاں جگہ ملے گی۔ تو مسجد بنائینگے۔ ایسے دوستوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا خدا تعالےٰ سے ملاقات کو بیوی کی ملاقات جتنی بھی اہمیت نہیں۔ کیا کوئی شخص یہ بھی کبھی کہتا ہے۔ کہ جب مجھے فلاں محلہ میں زمین ملے گی۔ تو وہاں مکان بناکر شادی کروں گا۔ پھر خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے گھر کی تعمیر کو کسی خاص جگہ ملنے پر ملتوی رکھنا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ جہاں بھی جگہ ملے۔ مسجد بنالینی چاہیئے۔ پھر اگر اپنی پسند کی جگہ حاصل ہو جائے۔ تو اس کے سامان کو وہاں لے جاکر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مسجد کے سامان سے بہتر مسجد بنانے میں کیا حرج ہے۔ آخر ہر مسجد خانہ کعبہ کی حیثیت تو نہیں رکھتی۔ کہ اسے اپنی جگہ سے ہلایا نہیں جاسکتا۔

جہاں بھی جگہ ملے مسجد بنالی جائے

پس جہاں بھی جگہ ملے۔ مسجد بنالو۔ اور جب وہ جگہ ملے گی۔ جہاں تم بنانا چاہتے ہو۔ تو اسی کے سامان سے وہاں بنالینا۔ امرتسر کی جماعت نے ۸-۹ ہزار روپیہ مسجد کے لئے جمع کیا ہوا ہے۔ مگر پندرہ سولہ سال سے کسی خاص جگہ کے انتظار میں مسجد نہیں بنوائی۔ اور یہی سوچ رہے ہیں۔ کہ اسلامیہ سکول کے سامنے اتنی جگہ ملے۔ تو بنوائیں گے۔ کئی نئے محلے امرتسر میں بن گئے ہیں۔ مگر انہوں نے کہیں بھی مسجد نہیں بنوائی۔ چار پانچ سال ہوئے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ فلاں جگہ بنوالینی چاہیئے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ جی وہ بہت دور ہے۔ وہاں کون جائیگا۔ خدا تعالیٰ کے گھر کے لئے یہ خیال کرنا کہ جگہ ایسی ہو۔ اور عمارت ایسی۔ فضول بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے۔ کہ اس کا گھر سادہ ہو۔ تم اپنے مکانوں پر بیل بوٹے بنواتے ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے لئے اسکی ممانعت کی ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ صرف دیواریں ہوں۔ اور چھت ہو۔ خواہ وہ کھجور کی شاخوں کی ہی ہو۔ اس میں کسی ظاہری خوبصورتی کی ضرورت نہیں۔ خدا کے ذکر کا حسن ہونا چاہیئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جہاں جہاں ہوسکے۔ اور جس جگہ بھی ممکن ہو۔ مساجد بنالیں۔ پھر جب اچھی جگہ مل جائیگی۔ اسی سامان سے وہاں بنالیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا۔ کہ میرا گھر ایسا ہو۔ عمارت اس طرح کی ہو۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ میرے نام پر کوئی جگہ بنالو۔ خواہ وہ کتنی سادہ کیوں نہ ہو۔ چند سال ہوئے میں دہلی گیا۔ تو وہاں ایک جگہ کی قیمت ایک روپیہ گز تھی۔ میں نے وہاں کے دوستوں سے کہا۔ کہ یہاں مسجد بنالو۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ یہاں کون آتا ہے۔ اب میں وہاں گیا۔ تو اسی کی قیمت پچاس روپیہ گز تھی۔ میں نے دوستوں سے کہا۔ کہ میں نے اس وقت کہا تھا۔ اگر لے لیتے۔ تو کتنے فائدہ میں رہتے۔ پس اس طرح وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جہاں بھی ہو۔ فوراً مساجد تعمیر کرلینی چاہئیں۔

ہر احمدی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھے

دوسری چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ میں نے خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں اعلان کیا تھا۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو قرآن کریم کے ترجمہ کو پڑھنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت قرآن کریم کے ترجمہ سے واقف ہو جائے۔ تو کایا پلٹ جائے گی۔ اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے۔ کہ اس تحریک کو چلائیں۔ اور مجالس سے اس کے متعلق رپورٹیں لیتے رہیں۔ بعض جماعتوں نے لکھا ہے۔ وہ بھی اس کے لئے تیار ہیں۔ بعض جگہ پڑھانے والے نہیں ملتے۔ یا پڑھانے والا ایک آدھ ہے تو پڑھنے والے زیادہ ہیں۔ اور وہاں یک انار صد بیمار کی مثال صادق آتی ہے۔ دیہات میں بھی استادوں کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ کے لئے ایسے استاد مہیا کرنا جو ایک ایک آیت کرکے سالہا سال میں قرآن کریم کا ترجمہ ختم کرا سکیں۔ تو مشکل ہے۔ البتہ میری تجویز ہے۔ کہ بعض ایسے استاد مقرر کئے جائیں۔ جو مختلف مقامات پر دو دو ماہ ٹھیر کر ان لوگوں کو ترجمہ پڑھادیں۔ جو اس عرصہ میں پڑھ سکتے ہوں۔ اور پھر وہ آگے اپنے اپنے ہاں کے دوسرے لوگوں کو آہستہ آہستہ پڑھاتے رہیں۔

دیہاتی مبلغین کی کارگذاری

بتیس روز میں قریباً تین ہزار افراد کو تبلیغ کی گئی

دیہاتی مبلغین نے اپنے اپنے مراکز میں پہنچ کر کام شروع کر دیا ہے۔ تبلیغی کارگذاری کا نقشہ درج ذیل ہے۔ نقشہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ ایام زیر رپورٹ میں:-

(ا) ۲۰۸ دیہات میں تبلیغی دورے کئے گئے۔ (ب) ۲۹۳۸ افراد کو انفرادی تبلیغ کی گئی۔

(ج) مقامی جماعتوں میں سے ۸۵ احمدیوں سے منظم طور پر تبلیغی کام میں مدد لی گئی۔

(د) ۱۶ دیہات میں ان کے ارد گرد کی مقامی احمدی جماعتوں سے تبلیغ کرائی گئی۔

(ہ) مبلغین نے مقامی احمدیوں کے ۱۸۹ غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کی۔

(ز) ۱۲۸ احمدیوں سے ان کے غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کرائی گئی۔

(س) دیہاتی مبلغین کی وساطت سے ۱۹ نئے افراد داخل احمدیت ہوئے۔ اس لحاظ سے حلقہ روڈہ ضلع سرگودھا اول رہا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چاہتے ہیں۔ کہ ہر جماعت اپنے تبلیغی نظام کو وسیع اور مضبوط کرے۔ (نور الدین منیر انچارج بیعت دفتر پرائیویٹ سکرٹری)

دیہاتی تبلیغی مراکز

نقشہ متعلقہ تبلیغی کارگذاری از ۲۶ جنوری تا ۱۵ فروری ۱۹۴۵ء

نام حلقہ	حلقہ کے دیہات میں سے کتنے دیہات کو پیغام احمدیت پہنچایا	کل کتنے احباب کو انفرادی تبلیغ کی گئی	مقامی جماعتوں میں سے کتنے افراد سے منظم طور پر تبلیغی پروگرام میں مدد لی گئی	حلقہ میں واقع کون کونسے دیہات میں ارد گرد کی احمدی جماعتوں سے تبلیغ کرائی گئی	مقامی جماعتوں کے کتنے غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کی گئی	کتنے احمدی احباب سے ان کے غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کرائی گئی	تعداد نو مبائعین
دھاریوال ضلع گورداسپور	۲۵	۵۰۰	۱۲	×	×	×	۲
غازیکوٹ ر ر	۲۵	۷۰۰	×	×	۵	×	×
بھینی میلواں ر ر	۱۹	۵۰	۲	×	۱	×	۳
اجنالہ۔ ضلع امرتسر	۲۵	۷۰	×	×	۷	۱	×
ڈیاڈی نانو ر سیالکوٹ	۱۱	۳۰۰	۱۵	×	۹	۴	۳
عینو والی ر ر	۴	۵۰	×	فتووال۔ لڈھانہ	×	×	×
گنج مغلپورہ ر لاہور	۱۴	۳۷	×	باغبانپورہ۔ [illegible] گنج مغلپورہ	۵	۳	×
جوڑہ ر ر	۱۵	۴۰۰	۷	×	×	×	۳
ہیلاں ضلع گجرات	۹	۱۴۷	۸	مرالہ۔ ہیلاں۔ لکھنانوالی۔ کوٹلہ احمد شاہ۔ قلعہ	۵۴	۸	×
روڈہ ضلع سرگودھا	۲۱	۴۰۰	۲۰	لکو۔ گرڈٹ [illegible]۔ لنگروا	۶۰	۱۱۰	۸
پھلروان ر	۱۰	۶۰	۲	×	۱۵	×	×
ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ	۶	۲۰	۸	×	۲۰	×	×
دنیاپور ضلع ملتان	۱۶	۳۲	۳	چک ۳۵۱	۳	۲	×
کتھو والی چک ۲۱۳ ضلع لائلپور	۸	۱۷۲	۸	دھیرو کے	۱۰	×	×
میزان	۲۰۸	۲۹۳۸	۸۵	۱۶ گاؤں	۱۸۹	۱۲۸	۱۹

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

غیر ممالک کے احمدیوں کی طرف سے تعزیت کے تار

(۱) لنڈن ۲۷ر فروری۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کیا ہے:۔ انگلستان کے احمدیوں نے انتہائی رنج و افسوس اور دلی صدمہ کے ساتھ حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر کو سنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ ان کی وفات کی وجہ سے جماعت اخلاص۔ شفقت اور رحم کی ایک زندہ مثال سے محروم ہو گئی ہے۔ جماعت احمدیہ انگلستان اس صدمہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت نواب عبد اللہ خان صاحب اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ اپنی گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

(۲) ڈاکٹر لعل دین صاحب نے کمپالہ سے حسب ذیل تار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا ہے:۔ حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا۔ یوگنڈا کے جملہ احمدی احباب اس صدمہ میں حضرت ام المومنین مدظلہا العالی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(۳) پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ سیلون حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تعزیت کا تار ارسال کرتے ہوئے اطلاع دیتے ہیں کہ مقامی احمدیوں نے حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ کا جنازہ غائب پڑھا۔

تحریک جدید کے مجاہدوں کیلئے السابقون الاولون کی تاریخ

بہ توفیق الٰہی جماعت کے مخلصین تحریک جدید کی قربانیاں جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش اسلئے کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ جہاں سب سے پہلے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ وہاں وہ اپنی رقم موعودہ ابتدائی سال میں ہی ادا کر کے السابقون الاولون میں بھی شامل ہوں۔ اور زیادہ ثواب کے بھی مستحق ہوں۔ تحریک جدید کے دفتر اول کے گیارھویں سال کے وعدوں کا وقت اُن افراد اور جماعتوں کے لئے جہاں اردو زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے ختم ہو چکا ہے سوائے اس کے کہ جسے گیارھویں سال کی تحریک کا علم نہ ہوا ہو۔ یا جہاں اردو زبان بولی اور سمجھی نہیں جاتی۔ ان کے لئے گیارھویں سال کے وعدوں اور دفتر دوم کے سال اول کے وعدوں کا وقت ۷ر اپریل ہے وہ دوست جو دفتر اول کے گیارھویں سال یا دفتر دوم کے سال اول کا وعدہ کر چکے ہیں ان میں سے بعض نے دریافت کیا ہے کہ بلحاظ ادائیگی السابقون میں آنے کی تاریخ کیا ہے۔ اس کے واسطے عام اطلاع کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذیل شائع کر دینا ضروری ہے، فرمایا:۔

"چونکہ آپ ایک برگزیدہ ایسی جماعت میں ہیں السابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش کرنا آپ کا حق ہے۔ جسے لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں وہ ۳۱ مارچ تک اپنے چندہ کو ادا کر دیں"

پس وہ جنہوں نے دفتر اول کے گیارھویں سال کا وعدہ دسمبر۔ جنوری۔ فروری میں ادا کرنے کا کیا ہوا ہے۔ مگر ادا نہیں کر سکے۔ یا وہ جن کا وعدہ مئی۔ جون۔ جولائی کا ہے۔ وہ آج سے ہی کوشش کریں کہ وہ اپنا وعدہ ۱۵ر اپریل تک مرکز میں سو فیصدی داخل کر لیں۔ ۳۱ر مارچ کی بجائے ۱۵ر اپریل اس لئے ہے کہ اس سال ۳۱ر مارچ کو مجلس مشاورت ہے۔ اس لئے تاریخ ۱۵ر اپریل رکھی گئی ہے۔ پس دفتر اول کے گیارھویں سال کا وعدہ کر چکنے والے یا دفتر دوم کے سال اول کا وعدہ کر لینے والے کوشش کریں کہ وہ اپنے وعدے ۱۵ر اپریل تک مرکز میں داخل کر کے السابقون الاولون میں شامل ہوں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا لینے والے ہوں۔

(۲) وہ جو نئے شامل ہونے والے ہیں۔ یعنی جو پہلے دس سالہ جہاد میں شامل نہیں ہو سکے اب تحریک جدید کی اہمیت اور ضرورت اُنکے ایمان اور اخلاص کو اپیل کر رہی ہے۔ کہ وہ بھی تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزاری فوج کے کامل سپاہی ہوں۔ ان کے لئے اپنی ایک ماہ کی آمد کا وعدہ پہلے سال کے لئے دے کر شمولیت کی تاریخ ۷ر اپریل ہے۔ اور وہ جو فوجی ہیں۔ اُن کے لئے بھی دفتر اول کے گیارھویں سال میں شامل ہوتے یا دفتر دوم کے سال اول میں وعدہ کرنے کی بھی تاریخ ۷ر اپریل ہی ہے۔ پس نئے شامل ہونے والوں کے لئے خواہ فوجی ہوں یا دوسرے ۷ر اپریل تک وعدہ کرنے کی میعاد ہے نیز فوجیوں کے عزیز و اقارب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عزیزوں کے پتہ جو فوج میں ہیں۔ اس دفتر میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

چند مبلغوں کی ضرورت

دفتر دعوۃ و تبلیغ میں چند مبلغوں کی ضرورت ہے۔ جو مولوی فاضل ہوں۔ اور سلسلہ کے لٹریچر سے خوب واقف ہوں۔ شستہ تقریر کر سکتے ہوں۔ اور تبلیغ کا شوق رکھتے ہوں۔ اور ان صفات کے ساتھ اگر انگریزی دان بھی ہوں۔ اور جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل بھی ہوں۔ تو ان کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ کا فیصلہ زبانی یا تحریری کر سکتے ہیں۔ خواہشمند احباب جلد از جلد اپنی درخواستیں اپنی انجمن کے پریذیڈنٹ یا امیر کے توسط سے بھجیدیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

شکریہ احباب

والد صاحب کی وفات پر سینکڑوں تاریں اور خط موصول ہوتے ہیں۔ فرداً فرداً ہر ایک دوست کو حضرت ام المومنین علیہا السلام۔ والدہ صاحبہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور ہم سب بھائیوں کی طرف سے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ خطوط کی کثرت کی وجہ سے بعض دوستوں کو جواب دینے سے قاصر رہے ہوں۔ اسلیئے اس اعلان کے ذریعہ ان احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جس خلوص اور محبت کا اس موقعہ پر احباب نے ہم سے سلوک کیا ہے اسکے لئے جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا اور پھر ان احباب کا جن کے قلوب کو مولا کریم نے محض اپنے فضل اور کرم سے ہماری محبت سے لبریز کر دیا ہے۔ شکریہ ادا کریں کم ہے۔

جماعت نے والد صاحب کی وفات کو قومی صدمہ تصوّر کیا ہے۔ نہ صرف ہندوستان سے بلکہ بیرونجات سے ہمدردی کے پیغام چلے آتے ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اللہ کرے کہ یہ ان کی ہمدردی اور محبت دیرپا ہو۔ والد صاحب کی وفات میں ہمارے لئے کوئی معمولی نقصان نہیں۔ ہم ایک نہایت دردمند دل رکھنے والے ولی اللہ کی نیم شبی دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں ان کا اللہ اور رسول کے لئے والہانہ جذبۂ محبت ہمارے قلوب کو بھی گرماتا رہتا تھا۔ اب ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ پس ہم سب آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمکو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمکو انہی کے رنگ میں رنگین رکھے۔ والدہ صاحبہ کی خدمت کی ہمیں توفیق دے اپنی سعادت اور خوش بختی سے اب یہ دعائیں دوسرے بزرگوں سے لے سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر بھی بڑے بڑے افضال کی بارش برسائے۔ آمین۔ خاکسار محمد عبد اللہ خان

بہت مفید

وہ کونسا احمدی ہے۔ جس کو دینی واقفیت بڑھانے کا شوق نہیں؟ خدام الاحمدیہ مرکزیہ آپ کے سامنے اس غرض کے حصول کے لئے وہ طریق پیش کرتی ہے۔ جسے خود حضرت سیدنا المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ واطلع شموس طالعہ نے بہت مفید قرار دیا ہے۔ حضور نے گزشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا:۔

" خدام الاحمدیہ نے اپنی واقفیت بڑھانے کے لئے کچھ عرصہ سے ایک طریق جاری کیا ہوا ہے۔ جو بہت مفید ہے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ ہر سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں ہی سے کسی کتاب کا۔ یا میری لکھی ہوئی